

ریاستہائے متحده امریکہ کا محکمہ خارجہ
ترجمان کا دفتر

فوری اجرا کے لیئے: 21 جنوری، 2010
2010/083

انٹرنیٹ کی آزادی کے بارے میں
وزیر خارجہ بلیری روڈھم کلنتن کی تقریر

21 جنوری، 2010
دی نیوزیم، واشنگٹن، ڈی سی

وزیر خارجہ کلنتن: Alberto ، آپ کا بے حد شکریہ، نہ صرف میرے اتنے اچھے تعارف کے لیئے، بلکہ اس اہم ادارے کے لیئے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی قیادت کے لیئے - یہاں نیوزیم میں اکرم مجھے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ ادارہ ہماری بعض انتہائی قیمتی آزادیوں کی علامت ہے، اور ان آزادیوں کا اطلاق کس طرح اکیسویں صدی کے چیلنجوں پر ہوتا ہے، اس موضوع پر اظہار خیال کا موقع ملنے پر میں آپ کی شکر گذار ہوں۔

اگرچہ میں آپ سب کو دیکھ نہیں سکتی کیوں کہ اس سینٹنگ میں، روشنیاں میری آنکھوں پر پڑ رہی ہیں اور آپ اندر ہرے میں ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ یہاں بہت سے دوست اور سابق رفقاء موجود ہیں۔ میں منون ہوں کہ فریڈم فورم کے سی ای او، Charles Overby یہاں نیوزیم میں موجود ہیں۔ سینٹنگ میں میرے سابق ساتھی، سینیٹر رچرڈ لوگر*، اور سینیٹر جو لیبر میں بھی یہاں موجود ہیں۔ ان دونوں نے Voice Act کی منظوری کے لیئے کام کیا۔ یہ قانون انٹرنیٹ کی آزادی کے لیئے کانگریس اور امریکی عوام کے عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ وہ عزم ہے جو پارٹیوں کی تفرقی اور حکومت کی شاخوں سے ماوراء ہے۔

مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سینیٹر Sam Brownback، سینیٹر Ted Kaufman، ایوان نمائندگان کی رکن Loretta Sanchez، اور سفارت خانوں کے بہت سے نمائندے، سفير، ناظم الامور، انٹرنیٹ کی آزادی کے بارے میں ہمارے انٹرنیشنل وزیٹر لیٹر شپ پروگرام میں چین، کولمبیا، ایران، اور لبنان، اور مولڈووا کے شرکاء بھی موجود ہیں۔ میں Aspen Institute کے صدر Walter Isaacson کی موجودگی کے لیئے بھی منون ہوں جنہیں حال ہی میں ہمارے برائکاسٹنگ بورڈ آف گورنرز کے لیئے نامزد کیا گیا ہے، اور جو انٹرنیٹ کی آزادی کے لیئے Aspen Institute کی طرف سے کیئے جانے والے کام میں پیش پیش ہیں۔

ایک بہت اہم موضوع پر یہ ایک اہم تقریر ہے۔ لیکن اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے، میں مختصرًا ہیٹی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں کیوں کہ گذشتہ اللہ دنوں کے دوران، بیٹھی کے لوگ اور دنیا کے لوگ مل جل کر اس ہولناک المی سے نمٹ رہے ہیں۔ ہمارے کرہ ارض پر اس سے پہلے بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، لیکن پورٹ اور پرانس جیسی صورتیں حال جیسی تباہی کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ ہماری امدادی کارروائیوں میں موافقانی نیٹ ورکس نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ بہت سے نیٹ ورکس کو نقصان پہنچا اور بہت سے مقامات پر وہ مکمل طور سے تباہ ہو گئے۔ اور زلزلے کے بعد چند گھنٹوں میں، ہم نے نجی

شعیرے میں اپنے شرکت داروں کے ساتھ مل کر، پہلے ٹیکسٹ "بیٹی " مہم قائم کی تا کہ امریکہ میں موبائل فون استعمال کرنے والے ٹیکسٹ میسیج کے ذریعے امدادی کاموں کے لیئے عطیات دے سکیں۔ یہ اقدام امریکی عوام کی فیاضی کی شاندار مثال ثابت ہوا ہے اور اس کے ذریعے، بحالی کے کام کے لیئے اب تک 2 کروڑ پچاس لاکھ ڈالر جمع کیئے جا چکے ہیں۔

انفارمیشن نیٹ ورکس نے بھی امدادی کاموں میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ سنیچر کے روز جب میں پورٹ او پرنس میں صدر Preval کے ساتھ تھی، تو ان کی ایک اہم ترجیح یہ تھی کہ کمیونیکیشن کا نظام کام شروع کر دے۔ حکومت کے مختلف شعبے، جو کچھ بھی باقی بچاتا ہے، ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کر سکتے تھے، اور غیر سرکاری تنظیمیں، بماری سولیلن قیادت، بماری فوجی قیادت، سب بری طرح متاثر ہوئی تھیں۔ ٹکنالوجی کمیونٹی نے انٹر ایکٹو نقشے تیار کیئے ہیں تا کہ ہم ضرورتوں کی نشاندہی کر سکیں اور وسائل سے فائدہ اٹھاسکیں۔ اور پیر کے روز، ایک سرچ اور ریسکیو امریکی ٹیم نے ایک سات سالہ لڑکی اور دو عورتوں کو ایک تباہ شدہ سپر مارکٹ کے ملبے سے باہر نکال لیا۔ انہوں نے یہ کام اس وقت کیا جب ان لوگوں نے مدد کے لیئے ٹیکسٹ میسیج بھیجا۔ یہ چند مثالیں کہیں زیادہ بڑے کارناموں کی مظہر ہیں۔

انفارمیشن نیٹ ورکس کے پہلو سے بماری دنیا میں ایک نئے اعصابی نظام کی تشكیل ہو رہی ہے۔ جب بیٹی میں یا ہونان میں کچھ ہوتا ہے، تو ہم سب کو فوری طور پر جیتے جاکر لوگوں سے پتہ چل جاتا ہے، اور ہم فوری طور پر جوابی کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔ قادری آفت کے بعد جو امریکی مدد دینے کے لیئے بے چین ہیں، اور سپر مارکٹ کے ملبے میں پہنسی ہوئی لڑکی کے درمیان آج کل جس قسم کے رابطے قائم ہیں، ایک سال پہلے، بلکہ ایک نسل پہلے ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج تقریباً پوری انسانیت پر اسی اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس وقت جب ہم یہاں بیٹھے ہیں، آپ میں سے کوئی بھی۔ بلکہ زیادہ امکان یہ ہے کہ ہمارے بچوں میں سے کوئی بھی۔ وہ آلات نکل سکتا ہے جو ہمارے پاس ہر روز ہوتے ہیں، اور اس گفتگو کو دنیا بھر میں اربوں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔

کئی لحاظ سے، معلومات کبھی بھی اتنی آزادی سے دستیاب نہیں تھیں۔ تاریخ میں کبھی بھی اتنے مختلف طریقوں سے خیالات اور تصورات کو اتنے زیادہ لوگوں تک پہنچانا ممکن نہیں تھا جتنا آج کل ہے۔ ان ملکوں میں بھی جہاں آمرانہ نظام قائم ہیں، انفارمیشن نیٹ ورکس کے ذریعے لوگوں کو نئے حقائق معلوم کرنے میں مدد مل رہی ہے، اور اس طرح حکومتوں کو زیادہ جوابde بنایا جا رہا ہے۔

مثلاً، نومبر میں اپنے چین کے دورے میں، صدر اوباما نے ایک ٹاؤن ہال میٹنگ منعقد کی جس میں ایک آن لائن جزو شامل تھا تا کہ انٹرنیٹ کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔ ایک سوال کے جواب میں جو انہیں انٹرنیٹ پر بھیجا گیا تھا، انہوں نے لوگوں کے اس حق کا دفاع کیا کہ لوگوں کو آزادی سے معلومات تک رسائی حاصل ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جتنی زیادہ آزادی سے معلومات کی ترسیل ہوتی ہے، معاشرے اتنے ہی زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح معلومات تک رسائی سے شہریوں کو اپنے حکومتوں کو جوابde بنانے اور نئے خیالات پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے اور تخلیقی عمل اور کاروباری عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس سچائی میں امریکہ کا پختہ یقین ہے جو مجھے آج یہاں لایا ہے۔

کیوں کہ ایک دوسرے سے رابطے میں بے مثال اضافے کے اس دور میں، ہمیں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ٹکنالوجی کی اس بہتات کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں۔ ان آلات کو انسانی ترقی اور سیاسی حقوق کو نقصان پہنچانے کے لیئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے فولاد کو ہسپتال یا مشین گنیں بنانے کے لیئے استعمال کیا جا سکتا ہے، اور نیوکلیئر انرجی سے کسی شہر کو یا تو توانائی فراہم کی جا سکتی ہے یا اسے تباہ کیا جا سکتا ہے، انفلومیشن کے جدید نیٹ ورکس اور ان سے مستقید ہونے والی ٹکنالوجی کو اچھے اور بے دونوں مقاصد کے لیئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وہی نیٹ ورکس جن سے آزادی کی تحریکوں کو منظم کرنے میں مدد ملتی ہے، القاعدہ کو نفرت پھیلانے، اور بے گناہ لوگوں کے خلاف تشدد کو ہوا دینے کے کام آتے ہیں۔ اور وہی ٹکنالوجیاں جن کے ذریعے حکومتوں تک رسائی ممکن ہو سکتی ہے اور شفاف حکومتوں کو فروغ مل سکتا ہے، انہیں ٹکنالوجیوں کو حکومتیں اختلاف رائے کو کچلنے اور انسانی حقوق سے محروم کرنے کے لیئے ہائی جیک کر سکتی ہیں۔

گذشتہ سال کے دوران، ہم نے دیکھا ہے کہ معلومات کی آزادنہ ترسیل کے لیئے خطرے میں اضافہ ہو گیا ہے۔ چین، تونس، اور ازبکستان نے انٹرنیٹ کی سینسراشپ میں اضافہ کر دیا ہے۔ ویتنام میں، سوشل نیٹ ورکنگ کی مقبول ویب سائٹس تک رسائی اچانک ختم ہو گئی ہے اور گذشتہ جمعے کے روز، مصر میں 30 بلاکرز اور سرگرم کارکنوں کو حرast میں لے لیا گیا۔ اس گروپ کے ایک رکن، Bassem Smir، جو اب شکر ہے کہ جیل میں نہیں ہیں، آج ہمارے ساتھ ہیں۔ پس، اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ان ٹکنالوجیوں کے پھیلاو سے ہماری دنیا تبدیل ہو رہی ہے، یہ بات اب بھی واضح نہیں ہے کہ اس تبدیلی سے انسانی حقوق اور دنیا کے آبادی کے بیشتر حصے کی فلاح پر کیا اثر پڑے گا۔

یہ نئی ٹکنالوجیاں از خود آزادی اور ترقی کی جدو جہنمیں کسی کی طرفداری نہیں کرتیں لیکن امریکہ ضرور کرتا ہے۔ ہم ایک واحد انٹرنیٹ کے حامی ہیں جس میں پوری انسانیت کو علم و دانش اور تصورات تک برابر کی رسائی حاصل ہو۔ اور ہم تسالیم کرتے ہیں کہ دنیا کا انفارمیشن کا نظام وہی شکل اختیار کرے گا جو ہم اور دوسرے ملک اسے دینا چاہیں گے۔ آج کل ہمیں جو چیلنج درپیش ہے وہ نیا ضرور ہے لیکن خیالات کے آزادانہ تبادلے کو یقینی بنانے کے لیئے ہماری نہما داری انتی ہی قدیم ہے جتنی ہماری جمہوریہ کی پیدائش۔ ہمارے ائین کی پہلی ترمیم کے الفاظ اس عمارت پر لگے ہوئے ریاست ٹینیسی کے پچاس ٹن سنگ مرمر پر کنڈہ ہیں۔ اور امریکیوں کی بہ نسل نے اس پتھر پر کنڈہ اقدار کی حفاظت کے لیئے کام کیا ہے۔

فرینکلن روزولٹ نے، انہیں خیالات کو اساس بنایا جب انہوں نے 1941 میں اپنی چار آزادیوں والی تقریر کی۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکی بھرانوں میں گھرے ہوئے تھے اور ان کا اعتماد بھaran کا شکار تھا۔ لیکن ایک ایسی دنیا کا تصور جس میں تمام لوگوں کو اظہار کی آزادی، عبادت کی آزادی، احتیاج سے آزادی، اور خوف سے آزادی حاصل ہو، اس دور کے مسائل پر غالب آگیا۔ اور برسوں بعد، میری ایک بیرو، Eleanor Roosevelt نے انہیں اصولوں کو انسانی حقوق کے عالمی اعلان کی بنیاد بنانے کے لیئے جدو جہد کی۔ اور بعد کی بہ نسل نے انہیں اصولوں سے رہنمائی حاصل کی ہے۔ انہیں اصولوں نے ہمیں راستہ دکھایا ہے، ہمیں متحد کیا ہے، اور غیر یقینی کی حالت میں ہمیں اگر بڑھنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔

چنانچہ جیسے جیسے ٹکنالوجی برق رفتاری سے اگے بڑھتی ہے، ہمیں اس ورثے کے بارے میں سوچنا چاہیئے۔ ہمیں ٹکنالوجی کی ترقی کو اپنے اصولوں سے ہم آہنگ کرنا چاہیئے۔ نوبیل انعام قبول کرتے ہوئے، صدر اوباما نے ایک ایسی دنیا تعمیر کرنے کی ضرورت پر زور دیا جس میں ہر انسان کے بنیادی حقوق اور ہر فرد کی عزت نفس، امن کی اساس ہوں۔ اور چند روز بعد جارج ٹاؤن میں اپنی تقریر میں، میں نے کہا تھا کہ ہمیں ایسے طریقے تلاش کرنے چاہیئں جن کے ذریعے انسانی حقوق حقیقت بن سکیں۔ آج اکیسویں صدی کے ڈجیٹل فرنٹنیئر ز میں، ان آزادیوں کی حفاظت کی فوری ضرورت ہے۔

دنیا میں اور بہت سی اقسام کے نیٹ ورکس ہیں۔ ان میں بعض انسانوں یا وسائل کی نقل و حرکت میں مدد دیتے ہیں، اور بعض ایک جیسے کام یا دلچسپیاں رکھنے والے افراد کے درمیان تبادلوں میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ لیکن انٹرنیٹ ایسا نیٹ ورک ہے جو تمام دوسرے نیٹ ورکس کی طاقت اور امکانات میں اضافہ کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات انتہائی اہم ہے کہ اس کے استعمال کرنے والوں کو بعض بنیادی آزادیوں کا یقین ہو۔ ان میں سب سے پہلی اظہار رائے کی آزادی ہے۔ اب اس آزادی کی وضاحت صرف اس طرح نہیں کی جاتی کہ شہریوں کو شہر کے چوک میں جانے اور بلا خوف و خطر اپنی حکومت پر تنقید کرنے کی آزادی ہے یا نہیں۔ بلاگس، ای میل، سوشل نیٹ ورکس اور ٹیکسٹ میسیج نے خیالات کے تبادلے کے نئے ذرائع کھول دیے ہیں، اور سینسراپ کے نئے اہداف پیدا کر دیے ہیں۔

اس وقت بھی جب اج میں اپ سے مخاطب ہوں، سرکاری سینسراز میرے الفاظ کو تاریخ کے ریکارڈز سے مٹانے کے لیے زور شور سے کام کر رہے ہیں لیکن خود تاریخ پہلے ہی ان ہتھکنڈوں کی مذمت کر چکی ہے۔ دو مہینے پہلے، میں دیوار برلن کے گرنے کی بیسویں سالگرہ منانے کے لیے جرمی میں تھی۔ اس تقریب میں جو لیدر جمع ہوئے تھے انہوں نے ان بہادر مردوں اور عورتوں کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے چھوٹے چھوٹے پمفالٹ جنہیں samizdat کہا جاتا ہے، تقسیم کیئے اور ظلم کے خلاف اپنا کیس پیش کیا۔ ان پمفالٹوں میں مشرقی بلاک کی امرانہ حکومتوں کے دعووں اور عزم کی قلعی کھولی گئی اور بہت سے لوگوں کو انہیں تقسیم کرنے کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی لیکن ان کے الفاظ نے کنکریٹ کی دیواروں میں شگاف ڈالنے اور آہنی پرداز کے تار کو مسمار کرنے میں مدد دی۔

دیوار برلن ایک منقسم دنیا کی علامت اور ایک پورے عہد کا مرقع تھی۔ آج، اس دیوار کے بچے کوچے ٹکڑے اس میوزیم کے اندر موجود ہیں جو ان کے لیے صحیح جگہ ہے۔ اور ہمارے دور کا ایک نیا شاہکار انفرا اسٹرکچر انٹر نیٹ ہے یہ تقسیم نہیں بلکہ جوڑنے کا کام کرتا ہے۔ لیکن اب جب کہ ملکوں تک پہنچنے کے لیے دنیا کے گرد نیٹ ورکس پھیل رہے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ظاہری دیواروں کی جگہ عملی طور پر دیواریں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ بعض ملکوں نے الیکٹرانک رکاوٹیں تخلیق کی ہیں جو لوگوں کو عالمی نیٹ ورکس کے بعض حصوں تک رسائی حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ انہوں نے سرج انجن کے نتائج سے بعض الفاظ، نام اور فقرے حذف کر دیے ہیں۔ انہوں نے ایسے شہریوں کے نجی امور میں مداخلت کی ہے جو تشدد سے پاک سیاسی تقریر کرتے ہیں۔ یہ کارروائیاں انسانی حقوق کے عالمی اعلان کے خلاف ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو معلومات کی تلاش کرنے، انہیں وصول کرنے اور سرحدوں کی تخصیص کے بغیر، کسی بھی میڈیا کے ذریعے

معلومات اور خیالات کی تقسیم کا حق حاصل ہے۔ اس قسم کی پابندیوں کے پہلاو سے، دنیا کے بیشتر حصے پر معلومات پر ایک نیا پردہ گرايا جا رہا ہے۔ اس پردے سے دور، وائرل وڈیوز اور بلاگ پوسٹس ہمارے دور کے samizdat بنتے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ ماضی کی امریتوں میں ہوتا رہا ہے، حکومتیں ان آزاد مفکروں کو نشانہ بنا رہی ہیں جو یہ آلات استعمال کرتے ہیں۔ ایران کے صدارتی انتخاب کے بعد جو مظاہرے ہوئے، ان میں ایک نوجوان عورت کی خونی بلاکت کی سیل فون سے لی ہوئی دھنڈلی تصویروں نے حکومت کی وحشیانہ کارروائی کا ثبوت فراہم کیا۔ ہم نے ایسی رپورٹیں دیکھی ہیں کہ جب بیرونی دنیا میں رہنے والے ایرانیوں نے اپنے ملک کے لیڈروں پر آن لائن تنقید پوست کی، تو ایران میں ان کے اہل خاندان کو اس کا خمیازہ بھگتا پڑا۔ اور حکومت کی طرف سے ڈرانے دھمکانے کی زبردست مہم کے باوجود، ایران میں شہری صحافی مسلسل ٹکنالوژی کا استعمال کر رہے ہیں تا کہ دنیا کو اور اپنے ہم وطن شہریوں کو یہ بتایا جاسکے کہ ان کے ملک کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اپنے انسانی حقوق کے لیئے ایران کے لوگوں نے جس طرح آواز الہائی ہے، اس نے دنیا کے لوگوں میں جوش و ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی جرأت سے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ ٹکنالوژی کو کس طرح سچائی کو پھیلانے اور نانصافی کو آشکار کرنے کے لیئے استعمال کیا جا سکتا ہے

تمام معاشروں میں یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ آزادی اظہار کی کچھ حدود ہوتی ہیں۔ ہم ان لوگوں کو برداشت نہیں کرتے جو دوسروں کو تشدد پر اکساتے ہیں، جیسے القاعدہ کے ایجنٹ جو اس وقت بھی دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر لوگوں کے قتل کو فروغ دینے کے لیئے انٹرنیٹ کو استعمال کر رہے ہیں۔ اور ایسی نفرت انگیز تقریر جس میں لوگوں کو ان کی نسل، مذہب، گروہ، جنس یا جنسی رجحان کی بنیاد پر نشانہ بنایا جاتا ہے، قابل نفرت ہے۔ اور ہمیں گمنام تقریر کے مسئلے سے بھی نمٹا چاہیئے وہ لوگ جو انٹرنیٹ کو دہشت گرد़وں کی بھرتی کے لیئے یا چرائی بھئی املاکِ داش کو تقسیم کرنے کے لیئے استعمال کرتے ہیں، اپنے ان لائن اقدامات کو اپنی اصل شناخت سے الگ نہیں کر سکتے۔ لیکن ان چیلنجوں سے حکومتوں کے لیئے یہ جواز پیدا نہیں ہوتا کہ وہ ان لوگوں کے حقوق کی باقاعدگی سے خلاف ورزی کریں اور ان کے نجی امور میں مداخلت کریں جو انٹرنیٹ کو پُر امن سیاسی مقاصد کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔

نئی ٹکنالوژیز کے پہلاو کے ساتھ آزادی اظہار کو بظاہر سب سے زیادہ چیلنج درپیش ہو سکتے ہیں لیکن خطرہ صرف اسی آزادی کو درپیش نہیں ہے۔ عبادت کی آزادی میں عموماً فراد کے یہ حقوق شامل ہیں کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ تعلق قائم کریں یا نہ کریں۔ اور خوش قسمتی سے رابطہ قائم کرنے کا یہ وہ ذریعہ ہے جس کا انحصار ٹکنالوژی پر نہیں ہے۔ لیکن عبادت کی آزادی میں یہ حقوق بھی شامل ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ مل بیٹھا جائے جن کی اقدار آپ کے ساتھ مشترک ہیں اور جو انسانیت کے لیئے آپ کے تصور سے متفق ہیں۔ ہماری تاریخ میں، اس قسم کے اجتماعات اکثر چرچوں، کنسیاؤں، مندروں اور مسجدوں میں ہوتے ہیں۔ آج کل، یہ اجتماعات ان لائن بھی ہو سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ سے مختلف مذہب کے لوگوں کے درمیان اختلاف کم کیئے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ صدر نے قاہرہ میں کہا تھا، لوگوں کے مل جل کر رہنے کی صلاحیت میں، مذہب کی آزادی

کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ اور اب جب کہ ہم مکالمے کو وسعت دینے کے طریقے تلاش کر رہے ہیں، انٹرنیٹ کو اس مقصد کے لیئے استعمال کرنے کے بے پناہ امکانات موجود ہیں۔ ہم نے پہلے ہی امریکی طالب علموں کو دنیا بھر میں مسلمان کمیونٹیوں میں نوجوانوں کے ساتھ رابطے میں لانے کا سلسہ شروع کر دیا ہے تا کہ وہ عالمی چیلنجوں پر تبادلہ خیال کر سکیں۔ اور ہم مختلف مذہبی کمیونٹیوں کے درمیان بات چیت کو فروغ دینے کے لیئے اس وسیلے کا استعمال جاری رکھیں گے۔

تا ہم بعض ملکوں نے انٹرنیٹ کو مذہب پر یقین رکھنے والوں کو نشانہ بنانے اور انہیں خاموش کرنے کے لئے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ مثلاً گذشتہ سال، سعودی عرب میں ایک شخص نے عیسائیت کے بارے میں بلاگنگ کرنے کی پاداش میں، کئی مہینے جیل میں گزارے۔ ہارورڈ کے ایک مطالعے میں پتہ چلا کہ سعودی حکومت نے ہندو مت، یہودیت، عیسائیت، یہاں تک کہ اسلام کے بارے میں بہت سے صفحات کو بلاک کر دیا۔ ویتنام اور چین سمیت بہت سے ملکوں نے مذہبی معلومات تک رسائی کو بلاک کرنے کے لیئے اسی قسم کے ہتھکڑے استعمال کیئے۔

جس طرح ان ٹکنالوجیوں کو پُر امن سیاسی تقریر پر سزا دینے کے لیئے استعمال نہیں کیا جانا چاہئے، اسی طرح انہیں مذہبی افایتوں پر ظلم کرنے یا انہیں خاموش کرنے کے لیئے بھی استعمال نہیں کیا جانا چاہئے۔ دعائیں بیشہ زیادہ بلند نیٹ ورکس پر سفر کریں گی۔ لیکن رابطے کی ٹکنالوجیوں جیسے انٹرنیٹ اور سوشل نیٹ ورکنگ کی سائنس سے افراد کی اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، اور دوسروں کے عقائد کو جانتے کا موقع ملتا ہے۔ جس طرح ہم زندگی کے دوسرے شعبوں میں کرتے ہیں، ہمیں ان لائن عبادت کی آزادی کے فروغ کے لیئے بھی کام کرنا چاہئے۔

دنیا میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جنہیں ان ٹکنالوجیوں کے فوائد میسر نہیں ہیں۔ جیسا کہ میں نے بارہا کہا ہے، ہم ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں صلاحیتیں سب میں تقسیم ہوتی ہیں، لیکن سب کو موقع نہیں ملتے۔ اور ہم نے اپنے طویل تجربے سے یہ سیکھا ہے کہ ایسے ملکوں میں جہاں لوگوں کو علم، منڈیوں، سرمایہ، اور موقع تک رسائی حاصل نہیں ہے، سماجی اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینا مایوس گਨ اور کبھی کبھی بالکل بے نتیجہ ثابت ہوتا ہے۔ اس ضمن میں، انٹرنیٹ برابری کے موقع فراہم کرنے کا بڑا چھا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لوگوں کو معلومات اور امکانی منڈیوں تک رسائی کے ذریعے، نیٹ ورکس ایسے شعبوں میں موقع پیدا کر سکتے ہیں جہاں پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔

گذشتہ سال کے دوران، میں نے خود کینیا میں اس چیز کا مشابدہ کیا ہے۔ وہاں کاشتکاروں کی آمدنی میں، موبائل بنکنگ ٹکنالوجی کے استعمال سے، 30 فیصد تک کا اضافہ ہو گیا۔ بنگلہ دیش میں، جہاں 300,000 سے زیادہ لوگوں نے اپنے موبائل فونز پر انگریزی سیکھنے کے لیئے اپنے نام درج کرائے ہیں۔ اور میں نے افریقہ کے زیرین صحرا کے علاقے میں کاروبار کرنے والی عورتوں کو چھوٹے چھوٹے قرضوں تک رسائی حاصل کرتے، اور خود عالمی منڈیوں سے رابطہ قائم کرتے دیکھا ہے۔

ترقی کی ان مثالوں سے دنیا کے وہ اربوں لوگ مستفید ہو سکتے ہیں جو دنیا میں اقتصادی طور سے سب سے زیادہ پسمند ہیں۔ بہت سے کیسوں میں، انٹرنیٹ، موبائل فونز، اور رابطہ قائم کرنے کی دوسری ٹکنالوجیوں سے اقتصادی ترقی کے لیئے وہ سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے جو زراعت میں سبز انقلاب سے حاصل کیا گیا تھا۔ اب آپ بہت کم سرمایہ لگا کر پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ حاصل کر سکتے ہیں۔ عالمی بندک کے ایک تحقیقی مطالعے سے پتہ چلا ہے کہ ایک عام ترقی پذیر ملک میں، موبائل فونز کی تعداد میں 10 فیصد اضافے کی شرح سے، مجموعی قومی پیداوار کی فی کس شرح میں تقریباً 1 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اس بات کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ بھارت کے لیئے، اس اضافے کا مطلب تقریباً 10 ارب ڈالر سالانہ ہو گا۔

عالمی انفارمیشن نیٹ ورک سے تعلق قائم ہونا ایسا ہی ہے جیسے جدیدیت کی شاہراہ پر سفر کا آغاز کرنا۔ ان ٹکنالوجیوں کے ابتدائی برسوں میں، بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ ان سے دنیا امیروں اور غریبوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ہے۔ آج کل 4 ارب سیل فون زیر استعمال ہیں۔ ان میں سے بہت سے بازاروں میں سودا بیچنے والوں، رکشا چلانے والوں، اور ایسے دوسرے لوگوں کے باتھوں میں ہیں جو تاریخی طور پر تعلیم اور ترقی کے موقع سے محروم رہے ہیں۔ انفارمیشن نیٹ ورکس سے غریب اور امیر کے درمیان فرق کرنے میں مدد ملی ہے، اور ہمیں چاہیئے کہ انہیں لوگوں کو غربت کے چنگل سے نکالنے اور احتیاج سے آزادی دلانے کے لیئے استعمال کریں۔

ہمارے پاس اب اس بارے میں پر امید ہونے کا بڑا جواز موجود ہے کہ لوگ ترقی کے حصول کے لیے کمیونیکیشن نیٹ ورکس اور کنکشن ٹیکنالوجیز کے استعمال میں اضافے سے کیا کیا فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ کچھ لوگ گلوبل انفارمیشن نیٹ ورکس کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور وہ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ متشدد انتہا پسند، جرائم پیشہ گروہ، جنسی جرائم کا ارتکاب کرنے والے اور آمرانہ حکومتیں، یہ سب گلوبل نیٹ ورکس کا ناجائز فائدے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جس طرح دہشت گروں نے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کے لیے ہمارے معاشروں کی وسیع القلبی کا فائدہ اٹھایا تھا، اسی طرح متشدد انتہا پسند انٹرنیٹ کو کٹر نظریات پھیلانے اور ہراسان کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اب جب کہ ہم آزادیوں کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں، ہمیں ان کے خلاف بھی کام کرنا چاہیے جو کمیونیکیشن نیٹ ورکس کو انتشار اور خوف پھیلانے کے لیے ایک بنتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

حکومتوں اور شہریوں کو یہ بھروسہ ہونا چاہیے کہ قومی سلامتی اور اقتصادی خوش حالی کے ان کے نیٹ ورکس محفوظ ہیں اور ان میں فوری طور پر بحالی کی صلاحیت موجود ہے۔ اب اس کا تعلق ویب سائٹس کو نقصان پہنچانے والے معمولی ہیکرز تک ہی محدود نہیں ہے۔ ہماری آن لائن بینکنگ کی صلاحیت، الیکٹرانک کامرس کا استعمال، اور اربوں ڈالر مالیت کے کاپی رائٹس، یہ سب اس صورت میں خطرے میں پڑ جائیں گے اگر ہمارے انفارمیشن نیٹ ورکس قابل بھروسہ نہ ہوں۔

ان نظاموں میں خلل اندازیوں کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام حکومتیں، پرائیویٹ سیکٹر اور بین الاقوامی کمیونٹی مربوط انداز میں کام کریں۔ جرائم پیشہ ہیکرز اور منظم

جرائم پیشہ گروبوں کی جانب سے اپنے مالی فوائد کے لیے نیٹ ورکس کو نشانہ بنانے کی صورت میں ہمیں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان تعاون بڑھانے میں مدد کے لیے مزید ذرائع درکار ہوں گے۔ اور ایسے ہی اقدامات ان معاشرتی خرابیوں مثلاً انٹرنیٹ پر بچوں کی قابل اعتراض تصاویر، غیر قانونی طور پر سملک کی جانے والی عورتوں کے استھصال اور گرلز آن لائن کے سلسلے میں اور ان لوگوں کے خلاف کرنے ہوں گے جو مالی منفعت کے لیے ان کا استھصال کرتے ہیں۔ ہم سائبر کرائمز پر کونسل آن یورپ کے کونشن جیسی کوششوں کو سراہتے ہیں جو ایسے جرائم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے لیے بین الاقوامی تعاون میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ ہم ان کوششوں میں چار گنا اضافہ کر دیں۔

ہم نے انٹرنیٹ کی عالمی سیکیورٹی کو مضبوط بنانے کے لیے کوئی سفارتی حل تلاش کرنے کی غرض سے ایک حکومت اور ایک محکمے کے طور پر اقدامات کیے ہیں۔ امریکی محکمہ خارجہ میں ہمارے پاس بہت سے لوگ اس پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مل کر دو سال قبل سائبر سپیس کے بارے میں خارجہ پالیسی کو مربوط بنانے کے لیے ایک دفتر قائم کیا تھا ہم نے اقوام متحده اور دوسرے کثیر فرقی فورموموں پر اس چیلنج سے نمٹنے اور سائبر سیکیورٹی کو دنیا کے ایجنڈے پر لانے کے لیے کام کیا ہے۔ اور صدر اوباما نے ابھی حال ہی میں سائبر سپیس کی قومی پالیسی کے لیے ایک نئے رابطہ کار کا تقرر کیا ہے جو یہ یقینی بنانے کے لیے، کہ ہر ایک کے نیٹ ورکس آزاد، محفوظ اور قابل بھروسہ رہیں، اور بھی زیادہ قریبی طور پر کام کرنے میں ہماری مدد کریں گے۔

مملکتوں، دہشت گردوں اور ان کے لیے کام کرنے والوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ امریکہ اپنے نیٹ ورکس کی حفاظت کرے گا۔ ہمارے یا کسی اور معاشرے میں معلومات کی آزادانہ ترسیل میں رخنه ڈالنے والے، ہماری میشیٹ، ہماری حکومت اور ہماری سول سوسائٹی کے لیے ایک خطرہ ہیں۔ کمپیوٹروں کے انٹرنیٹ نظام کو نشانہ بنانے والے ملکوں اور افراد کو نتائج اور بین الاقوامی مذمت کا لازمی طور پر سامنا کرنا پڑے گا۔ انٹرنیٹ کے ذریعے منسلک دنیا میں کسی ایک ملک کے سائبر نیٹ ورکس پر حملہ، سب پر ایک حملہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اس پیغام کو تقویت دے کر ہم ریاستوں کے درمیان طرز عمل کے قواعد و ضوابط تشکیل دے سکتے ہیں اور عالمی سطح پر نیٹ ورکس سے منسلک عام لوگوں کے احترام کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں۔

آخری آزادی، وہی ہے، جس کے بارے میں غالباً صدر روزویلٹ اور ان کی اہلیہ مسز روز ویلٹ، دونوں نے سوچا تھا اور جس کے بارے میں ان تمام برسوں کے دوران انہوں نے لکھا تھا۔ اور یہ وہی آزادی ہے جو ان چار میں سے ایک ہے جن کا میں پہلے ہی ذکر کر چکی ہوں۔ اور وہ ہے ایک دوسرے سے ربط قائم کرنے کی آزادی۔ یعنی یہ تصور کہ حکومتیں لوگوں کو انٹرنیٹ، ویب سائنس یا ایک دوسرے سے منسلک ہونے سے نہ روکیں۔

ایک دوسرے سے ربط قائم کرنے کی آزادی، سائبر سپیس میں اجتماع کی آزادی کی طرح ہے۔ اس کے ذریعے افراد کو انٹرنیٹ پر آئے، اکھٹے ہونے اور متوقع طور پر تعاون کا موقع ملتا ہے۔ جب آپ انٹرنیٹ پر آجائے ہیں تو آپ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کوئی بڑی مالدار شخصیت یا کوئی راک سٹار ہوں، جو معاشرے پر گہرا اثر رکھتا ہو۔

ممبوئی پر ہونے والے دہشت گرد حملوں پر سب سے بڑا عوامی رد عمل ایک 13 سالہ بچے نے لانچ کیا تھا۔ اس نے خون کے عطیات جمع کرنے اور مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی جانب سے بڑے پیمانے پر تعزیت کے اظہار کے لیے، سماجی نیٹ ورکس کو استعمال کیا تھا۔ اسی طرح کولمبیا کے ایک بے روزگار انجینئرنے ایف اے آرسی دہشت گرد تحریک کے خلاف مظاہرے کے لیے دنیا بھر کے 190 شہروں کے ایک کروڑ 20 لاکھ سے زیادہ افراد کو اکھٹا کیا تھا۔ یہ دہشت گودی کے خلاف ہونے والے تاریخ کے سب سے بڑے مظاہرے تھے۔ اور بعد کے چند ہفتوں میں، ایف اے آرسی کو اس سے زیادہ تعداد میں اپنے ارکان کی علیحدگی اور سبکدوشیوں کا سامنا ہوا جتنا اسے ایک عشرے کی فوجی کارروائی کے دوران ہوا تھا۔ اور میکسیکو کے ایک عام شہری کی جانب سے، جو منشیات سے منسلک تشدد سے تنگ آچکا تھا، بھیجی جانے والی ایک واحد ای میل نے ملک کی تمام 32 ریاستوں میں بڑے بڑے مظاہروں کو جنم دیا۔ صرف میکسیکو شہر میں ڈیڑھ لاکھ افراد احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔ اس لیے انٹرنیٹ جرائم اور انتہا پسندی کو فروغ دینے والوں کی پسپا نئی کے سلسلے میں انسانیت کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

ایران، مولڈووا اور دوسرے ملکوں میں، جمہوریت کے فروغ، اور انتخابات کے مشکوک نتائج کے خلاف احتجاج کو ممکن بنانے کے لیے شہریوں کو منظم کرنے میں انٹرنیٹ ایک انتہائی اہم ذریعہ رہا ہے۔ اور حتیٰ کہ امریکہ جیسی تسلیم شدہ جمہوریتوں میں بھی ہم ان ذرائع کی تاریخ بدلنے کی قوت کا مشاپدہ کرچکے ہیں۔ آپ میں سے کچھ کو ممکن ہے کہ ابھی تک 2008ء کا صدارتی انتخاب یاد ہو گا۔ (بقہ)

ان ٹیکنالوژیز سے منسلک ہونے کی آزادی معاشروں کو تبدیل کرنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ افراد کے لیے بھی انتہائی اہم ہے۔ میں حال ہی میں اس امریکی ڈاکٹر کی کہانی سن کر بہت متاثر ہوئی تھی اور میں آپ کو یہ نہیں بتاؤں گی کہ اس کا تعلق کس ملک سے تھا۔ وہ ڈاکٹر اپنی بیٹی کی ایک شانو نادر قسم کی بیماری کی تشخیص کی سر توڑ کوشش کرتا رہا۔ اور اسے دو درجن ماہیں سے مشوروں کے بعد بھی مرض کے بارے میں کچھ پتا نہیں چلا لیکن آخر کار اس نے انٹرنیٹ پر ایک سرچ انجن کے استعمال سے مرض کا پتا چلا یا اور اس کا ایک علاج ڈھونڈ لیا۔ اور یہ بھی انٹرنیٹ پر آزادانہ طریقے سے سرچ انجنوں تک رسائی کی افراد کی زندگیوں میں اتنی زیادہ اہمیت کی ایک وجہ ہے۔

اور اب، جن اصولوں کا میں نے آج خاکہ پیش کیا ہے وہ انٹرنیٹ پر آزادی اور ان ٹیکنالوژیز کے استعمال کے مسئلے سے نمٹنے کے ہمارے انداز کی راہنمائی کریں گے۔ اور میں ان کے اطلاق کے طریقوں پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ امریکہ ان آزادیوں کے فروغ کے لیے ضروری سفارتی، اقتصادی اور ٹیکنالوژی کے ذرائع مختص کرنے کے عہد سے وابستہ ہے۔

ہم ایک ایسی قوم ہیں جو ہر ملک کے تارکین وطن سے مل کر بنی ہے اور جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مفادات سے وابستہ ہے۔ ماری خارجہ پالیسی اسی تصور پر مبنی ہے کہ جب لوگوں اور ریاستوں میں تعاون ہو تو کوئی بھی ملک انہیں فائدہ پہنچانے کے لیے امریکہ سے زیادہ پیش نہ ہو اور جب تنازع اور غلط فہمیاں قوموں کو ایک دوسرے سے دور کر دیں کوئی بھی ملک اس سے زیادہ بوجہ نہ اٹھائے۔ تو اس لیے ہمیں باہمی ربط سے پیدا ہونے والے تمام مواقع سے بہرہ ور ہونے کا موقع حاصل ہے۔ اور کیونکہ ان میں بہت سی

ٹیکنالوجی نے، بشمول انٹرنیٹ، اس سر زمین پر جنم لیا ہے، اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ ان کا استعمال اچھائی کے لیے ہو۔ ایسا کرنے کے لیے ہمیں اپنے اندر اس کام کے لیے استعداد کار پیدا کونی ہوگی جسے ہم، امریکی حکومہ خارجہ میں، 21 ویں صدی کی ریاست کاری کا نام دیتے ہیں۔

اپنی پالیسیوں اور اپنی ترجیحات کو نئے سرے سے ترتیب دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ مطابقت پیدا کرنا شاذونا در ہی مشکل ہوتا ہے۔ جب ٹیلی گراف متعارف ہوا تو وہ سفارتی برداری میں سے کئی ایک کے لیے بڑی پریشانی کا باعث تھا، کیونکہ دار الحکومتوں سے روزانہ بدایات کی وصولی کو بالکل پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن جس طرح ہمارے سفارت کار آخر کار ٹیلی گراف میں ماہر ہو گئے تھے، اسی طرح آج وہ ان نئے الات سے بھی مطابقت پیدا کر رہے ہیں۔

اور مجھے فخر ہے کہ امریکی حکومہ ملکوں میں ان لوگوں کی پہلے ہی مدد کر رہا ہے جن کی زبانیں حکومتی جبر نے بند کر رکھی ہیں ہم اقوام متحده میں بھی اسے ایک ترجیحی مسئلہ بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں اور ہم انٹرنیٹ کی آزادی کو ایک جزو کے طور پر اس پہلی قرارداد میں شامل کر رہے ہیں جو ہم نے اقوام متحده کی انسانی حقوق کی کونسل میں واپسی کے بعد پیش کی ہے۔

ہم ایسے نئے ذرائع کی تلاش میں بھی مدد کر رہے ہیں جو لوگوں کو سیاسی وجوہ کی بنا پر لگائی جائے والی سنسر شپ کے جال سے نکال کر انہیں آزادی اظہار کے اپنے حقوق کے استعمال کے قابل بنا سکیں ہم دنیا بھر میں تنظیموں کو یہ یقینی بنانے کے لیے فتنڈر میں رہے ہیں کہ یہ ذرائع مقامی زبانوں میں، اور انٹرنیٹ پر محفوظ رسائی کے لیے درکار تربیت کے ساتھ ان لوگوں تک پہنچیں جنہیں ان کی ضرورت ہے۔ امریکہ کچھ عرصے سے ان پروگراموں پر زیادہ سے زیادہ بہتر اور موثر طریقے سے عمل درآمد پر مرکوز رہتے ہوئے ان کوششوں میں مدد کر رہا ہے۔ امریکی عوام اور انٹرنیٹ کو سنسر کرنے والے ملکوں، دونوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری حکومت انٹرنیٹ کی آزادی کے فروغ میں مدد سے وابستہ ہے۔

ہم یہ ذرائع ان لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں جو انہیں جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ، آب و ہوا کی تبدیلی اور وباوں سے نمٹتے، جو بڑی ہتھیاروں سے پاک دنیا کے بارے میں صدر اوباما کے نصب العین کی عالمی حمایت کے فروغ اور ایسی دیر پا اقتصادی ترقی کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کریں گے جو لوگوں کو نچلی سطح سے اوپر لاتی ہے۔

بھی وجہ ہے کہ آج میں یہ اعلان کر رہی ہوں کہ اگلے ایک سال میں ہم صنعتی، تعلیمی اور غیر سرکاری اداروں کے ساتھ مل کر ایک ایسی بھرپور کوشش کریں گے جس سے باہمی ربط قائم کرنے کی ٹیکنالوجیز کی قوت میں اضافہ ہوگا اور ہم انہیں اپنے سفارتی مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں گے۔ موبائل فونز، نقشوں کے اطلاق اور دوسرے نئے الات پر انحصار کے ذریعے ہم شہریوں کو مضبوط بنا سکتے ہیں اور اپنی روائی سفارت کاری کو فروغ دے سکتے ہیں۔ ہم اختراعات کے لیے موجودہ مارکیٹ کی خامیوں سے بھی نمٹ سکتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتی ہوں۔ فرض کریں کہ میں موبائل فون میں ایک ایسی سہولت

شامل کرنا چاہتی ہوں جس کی مدد سے لوگ حکومتی وزارتوں کی ، بشمول بماری وزارت ، کارکردگی اور استعداد کار کے بارے میں اپنی رائے دینے کے ساتھ ساتھ بدعنوانی کا پتہ لگائیں اور اس کی اطلاع دے سکیں۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جس ہارڈ وئیر کی ضرورت ہے وہ پہلے ہی اسے ممکنہ طور پر استعمال کرنے والے اربوں لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اور اس مقصد کے لیے جس سافٹ وئیر کی ضرورت ہوگی، اسے بنانا اور نصب کرنا نسبتاً سستا ہوگا۔

اگر لوگوں نے اس آئے سے فائدہ اٹھایا تو ہمیں اپنی غیر ملکی امداد کو صرف کرنے کے ابداف کا تعین کرنے، زندگیوں کو بہتر بنانے اور ان ملکوں میں جہاں ذمہ دار حکومتیں قائم ہیں، غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنے میں مدد ملے گئی تابم ، اس وقت موبائل فونز کے ایسے سافٹ وئیر تیار کرنے والوں کے لیے اس پراجیکٹ کو خود سے شروع کرنے کے حوالے سے کوئی مالی معاونت میسر نہیں ہے۔ اور فی الحال امریکی محکمہ خارجہ کے پاس اسے ممکن بنانے کے لیے کسی میکنزم کی کمی ہے۔ لیکن اس پیش قدمی سے یہ مسئلہ لازمی طور پر حل ہو گا اور اختراعات میں درمیانے درجے کی سرمایہ کاری سے دیر پافوائد حاصل ہوں گے۔ ہم اس پراجیکٹ کے بہترین استڑکچر کی تیاری کے لیے ماہرین کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ اور ہمیں جلد از جلد بہترین نتائج کے حصول کے لیے باصلاحیت افراد اور ٹیکنالوجی کی کمپنیوں اور فلاہی کام کرنے والوں کے وسائل کی ضرورت ہوگی۔ اب تک اس کمرے میں آپ میں سے جن میں اس قسم کی صلاحیت اور مہارتیں موجود ہیں وہ برائے مہربانی خود کو ہماری مدد کے لیے مدعوں مجھیں۔

اسی دوران ، کمپنیاں ، افراد اور ادارے ایسے آئیڈیاٹ اور ایسے سافٹ وئرز پر کام کر رہے ہیں جو ہمارے سفارتی اور ترقیاتی مقاصد کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اور امریکی محکمہ خارجہ اس کام کو فوری بڑھا دینے کے لیے اختراقات کا ایک مقابلہ شروع کرے گا۔ ہم امریکیوں سے کہیں گے کہ وہ ہمیں ٹیکنالوجیز اور ان کے اطلاق کے بارے میں اپنے بہترین آئیڈیاٹ بھیجیں جن کی مدد سے زبان کی رکاوٹوں کو کم کیا جاسکے ، جہالت پر قابو پانے میں مدد ملے اور لوگوں کو ایسی سہولیات اور معلومات سے منسلک کیا جاسکے جن کی انہیں ضرورت ہو۔ مثال کے طور پر مائیکرو سافٹ نے پہلے بی ایک ڈیجیٹل ڈاکٹر کا نمونہ بنالیا ہے جو دور دراز نیبی آبادیوں کو صحت کی دیکھ بھال کی فرائی میں مدد دے سکتا ہے۔ ہمیں اسی طرح کے اور بھی بہت سے آئیڈیاٹ کی ضرورت ہے۔ اور ہم یہ مقابلہ جیتنے والوں کے ساتھ کام کریں گے اور انہیں اپنے آئیڈیاٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے گرانٹس فراہم کریں گے۔

اب ان نئے اقدامات سے ہمارے اس اہم کام میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا جو ہم پہلے ہی اس گزرے ایک سال میں کر چکے ہیں۔ اپنے سفارتی اور سفارت کاری کے مقاصد کی تکمیل کی غرض سے میں نے 21 ویں صدی کی ریاست کاری کی کوششوں کی قیادت کے لیے ایک باصلاحیت اور تجربہ کار ٹیم اکٹھی کی ہے یہ ٹیم کنکشن ٹکنالوجیز کے فوائد میں اضافے کے سلسلے میں حکومتوں اور تنظیموں کی مدد کے لیے دنیا بھر میں سفر کر چکی ہے۔ انہوں نے بنیادی سطح کی تنظیموں کو ڈیجیٹل دور میں داخل ہونے میں مدد کے لیے ایک پراجیکٹ سول سوسائٹی 2.0 شروع کیا ہے۔ وہ میکسیکو میں منشیات سے منسلک تشدد سے نمٹنے میں مدد کے لیے ایک پروگرام شروع کر رہے ہیں جس میں لوگوں کو ایسی رپورٹیں، جن کا ابھی سراغ نہ لگایا جا سکا ہو، مستند ذرائع تک پہنچانے کے لیے کہا جاتا ہے تاکہ اطلاع دینے والا

کسی انتقامی کارروائی سے محفوظ رہ سکے۔ انہوں نے افغانستان میں موبائل بنکنگ متعارف کرائی ہے اور اب وہ ایسی بی کوشش جمہوریہ کانگو میں کر رہے ہیں۔ پاکستان میں انہوں نے پہلی بار، ہماری آواز، کے نام سے ایک سماجی موبائل نیٹ ورک شروع کیا ہے جس کے ذریعے اب تک لاکھوں پیغامات بھیجے جا چکے ہیں اور ان پاکستانی نوجوانوں کو جو پر تشدد انتہا پسندی کے خلاف اللہ کھڑے ہونا چاہتے ہیں، آپس میں مربوط کیا جا چکا ہے۔

ایک مختصر وقت میں ہم نے ان ٹکنالوجیز کی مدد سے نمایاں تبدیلیاں لانے والے اہم اقدامات کیے ہیں۔ لیکن ابھی بھی مزید بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اور اب جب کہ ہم اکیسویں صدی کی ریاست کاری کے ذرائع کو استعمال میں لانے کے لیے نجی شعبے اور غیر ملکی حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں، ہمیں ان آزادیوں کی حفاظت کی اپنی مشترکہ زمہ داریوں کو یاد رکھنا ہو گا جن کے بارے میں آج میں بات کر چکی ہوں۔ ہمیں اس بات کا شہرت سے احساس ہے کہ معلومات کی آزادی جیسے اصول صرف اچھی پالیسی ہی نہیں ہے، ان کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں صرف ہماری قومی اقدار ہی سے نہیں ہے بلکہ یہ عالمگیر اصول ہیں اور یہ کاروبار کے لیے بھی فائدہ مند ہیں۔

اگر میں مارکیٹ کی اصطلاح استعمال کروں تو تیونس یا ویت نام میں رجسٹرڈ کمپنی، جو سنسر شپ کے کسی ماحول میں کام کر رہی ہو، آزاد معاشرے کی کسی اپنی بی جیسی کمپنی کے مقابلے میں ہمیشہ کم قیمتوں کے ساتھ کاروبار کرے گی۔ اگر کمپنی کے فیصلے سازوں کو خبروں اور معلومات کے عالمی ذرائع تک رسائی نہیں ہو گئی تو سرمایہ کاروں کو ان کے فیصلوں پر کم اعتماد ہو گا جو ملک خبروں اور معلومات کو سنسر کرتے ہیں، انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ اقتصادی نقطہ نظر سے سیاسی تقریر اور کمرشل تقریر میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اگر آپ کے ملکوں میں کاروباروں کو کسی بھی قسم کی معلومات تک رسائی سے روکا جائے گا تو اس کے نتیجے میں لازمی طور پر افزائش پر اثر پڑے گا۔ امریکی کمپنیاں اپنے کاروباری فیصلوں میں انٹرنیٹ اور اطلاعات کی آزادی کے مسئلے کو پہلے سے زیادہ اپنے پیش نظر رکھ رہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کے کاروباری حریف اور غیر ملکی حکومتوں اس پر بھرپور توجہ دیں گے۔

اس رجحان کے تحت گوگل کے حوالے سے، تازہ ترین صورت حال نے بہت زیادہ توجہ حاصل کی ہے۔ اور ہم چینی حکام سے توقع کرتے ہیں کہ وہ انٹرنیٹ پر دراندازوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے جن کے باعث گوگل کو اپنا اعلان کرنا پڑا۔ اور ہم یہ بھی توقع کریں گے کہ یہ چہان بین اور اس کے نتائج شفاف ہوں گے۔

انٹرنیٹ پہلے ہی چین میں نمایاں ترقی کا ایک ذریعہ رہا ہے اور یہ ایک خوش آنے بات ہے چین میں اب لوگوں کی ایک بڑی تعداد انٹرنیٹ استعمال کر رہی ہے۔ لیکن جو ممالک معلومات تک آزادانہ رسائی پر پابندیاں لگاتے ہیں یا انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں، وہ اپنے گردیوарیں کھڑی کر کے اگلی صدی میں خود کو ترقی سے دور رکھنے کا خطرہ مول لے رہے ہیں۔ اس مسئلے پر اس وقت امریکہ اور چین کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ہم اپنے مثبت، پر تعاون اور بھرپور تعلقات کے پیش نظر ان اختلافات سے صاف دلی اور استقامت کے ساتھ نمٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اب یہ مسئلہ انعام کار صرف معلومات کی آزادی کا بھی نہیں ہے ، اس کا تعلق اس سے ہے کہ ہم کس قسم کی دنیا چاہتے ہیں اور ہم کس قسم کی دنیا میں رہیں گے۔ یہ اس بارے میں بھی ہے کہ آیا ہم کسی ایسی دنیا میں رہیں گے جہاں ایک واحد انٹرنیٹ ہو، ایک گلوبل کمیونٹی ہو اور معلومات کا ایک مشترکہ ادارہ ہو، جو ہم سب کے لیے مفید ہو اور ہم سب کو متعدد رکھے۔ یا پھر ہم کسی ایسی بکھری ہوئی دنیا میں رہیں گے جس میں معلومات اور موقوفہ تک رسائی کا انحصار آپ کے رہنے کے مقام اور سفارش کرنے والوں کے عزائم پر ہو۔

اطلاعات تک رسائی کی آزادی ، اس امن اور سلامتی کی تائید کرتی ہے جو عالمی ترقی کی ایک بنیاد فراہم کرتی ہے۔ تاریخی اعتبار سے اطلاعات تک غیر متوازن رسائی ، ریاست کے اندر تنازع کی ایک بڑی وجہ ہے جب ہمیں سنگین تنازعوں یا خطرناک واقعات کا سامنا ہوتا ہے تو مسئلے کے دونوں فریقوں کے لیے یہ بات اہمیت رکھتی ہے کہ انہیں ایک جیسے حقائق اور آراء تک رسائی ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ امریکی باشندے غیر ملکی حکومتوں کی جانب سے فراہم کی گئی اطلاعات پر توجہ دے سکتے ہیں۔ ہم امریکہ کے لوگوں سے ربط کی آپ کی کوششوں میں رکاوٹیں نہیں ڈالتے لیکن جن معاشروں میں سنسر شپ عائد ہوتی ہے، وہاں کے شہری بیرونی دنیا کے نظریات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر شمالی کوریا کی حکومت نے اپنے شہریوں کو بیرونی دنیا کے آرائے مکمل طور پر الگ تھلگ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اطلاعات تک رسائی میں اس عدم توازن سے تنازع اور چھوٹے چھوٹے اختلافات کے شدت اختیار کرنے کے امکان ، دونوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس الیہ مجھے امید ہے کہ عالمی استحکام سے دلچسپی رکھنے والی زمہ دار حکومتوں عدم توازن کے ایسے حالات سے نمٹے میں ہمارے ساتھ ملک کر کام کریں گی۔

کمپنیوں کے لیے یہ مسئلہ بلندو بانگ اخلاقی دعوؤں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس کا تعلق کمپنیوں اور ان کے صارفین کے درمیان اعتماد پر ہے۔ کسی بھی جگہ کے صارفین یہ اعتماد چاہتے ہیں کہ انٹرنیٹ کی کمپنیاں، جن پر وہ انحصار کرتے ہیں، انہیں سرج کے جامع نتائج فراہم کریں گی اور اپنی معلومات کی فراہمی کے سلسلے میں ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گی۔ جو کمپنیاں ان ملکوں کا یہ اعتماد حاصل کر لیں گی اور اس قسم کی سرویس فراہم کریں گی ، وہ عالمی مارکیٹ میں پہلوں گی۔ مجھے بالکل یقین ہے کہ جو کمپنیاں اپنے صارفین کا یہ اعتماد کھو دیں گی، وہ اکر کار اپنے صارفین کھو دیں گی۔ آپ خواہ کہیں بھی رہیں، لوگ یہ یقین دہانی چاہتے ہیں کہ وہ انٹرنیٹ پر جو کچھ بھی ڈالیں اسے ان کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔

اور سنسر شپ کو کسی بھی کمپنی کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کونا چاہیے۔ اور امریکہ میں ، امریکی کمپنیوں کو ایک اصولی موقف اپنانے کی ضرورت ہے۔ اسے ہماری قومی چھاپ کا حصہ ہونا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا بھر کے صارفین ان اصولوں کا احترام کرنے والی کمپنیوں کی پذیرائی کریں گی۔

اس وقت ہم دنیا بھر میں انٹرنیٹ کی آزادی کے خطرات سے نمٹے کے لیے گلوبل انٹرنیٹ فریڈم ٹاسک فورس کو ایک فورم کے طور پر از سر نو فعال کر رہے ہیں۔ اور ہم امریکی میڈیا

کے اداروں پر زور دے رہے ہیں کہ وہ غیر ملکی حکومتوں کی جانب سے سنسر شپ اور نگرانی کے مطالبوں کو چیلنج کرنے میں پہلے پرائیویٹ سیکٹر کی بھی یہ مشترکہ زمہ داری ہے کہ وہ اظہار کی آزادی کے تحفظ میں مدد کرے۔ اور جب ان کے کاروباری معاملات میں اس آزادی کے متاثر ہونے کا خطرہ درپیش ہو تو انہیں صرف فوری منافع ہی کو نہیں بلکہ اس چیز کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ درست کیا ہے۔

ہمارا حوصلہ Global Network Initiative کے ذریعے ہونے والے کام سے بڑھا ہے جو سنسر شپ کے لیے سرکاری درخواستوں پر رد عمل ظاہر کرنے کے لیے غیر سرکاری اداروں، مابین تعلیم اور سماجی سرمایہ کار اداروں کے سانہم کر کام کرنے والی ٹکنالوجی کی کمپنیوں کی ایک رضاکار تنظیم ہے۔ یہ تنظیم اصولوں کے صرف بیانات ہی جاری نہیں کرتی بلکہ حقیقی جواب دہی اور شفافیت کے فروغ کے لیے میکنزم بھی وضع کرتی ہے۔ معلومات کی آزادی کے سلسلے میں ذمہ دار پرائیویٹ سیکٹر کی شمولیت کی حمایت سے ہماری وابستگی کے ضمن میں امریکی محکمہ خارجہ اگلے ماہ ایک اعلیٰ سطح کا اجلاس کرے گا جو انٹر سیکرٹری رابرٹ ہارمٹس اور ماریہ اوٹیرو کی سربراہی میں منعقد ہوگا اور جس کا مقصد انٹرنیٹ کی آزادی پر بات چیت کے لیے نیٹ ورک سروسز فراہم کرنے والی کمپنیوں کو اکھٹا کرنا ہوگا اور یہ سب کچھ ہم اس لیے کر رہے ہیں کہ ہم 21ویں صدی کے اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے ایک شراکت داری چاہتے ہیں۔

اور اب میرا خیال ہے کہ ان آزادیوں کے لیے، جن کی میں نے آج بات کی تھی، کوشش کرنا ایک درست اقدام ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ایک دانشمندانہ کام بھی ہے۔ اس ایجنسی کو آگئے بڑھا کر ہم اپنے اصولوں، اپنے اقتضادی اہداف اور اپنی اہم نووعیت کی ترجیحات میں ہم آہنگی پیدا کر سکیں گے۔ ہمیں ایک ایسی دنیا کی جانب بڑھنے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے جس میں نیٹ ورکس تک رسائی اور اطلاعات لوگوں کو ایک دوسرے کے اور بھی قریب لئے آئیں اور گلوبل کمپونٹ کے لفظ کے مفہوم کا دائیرہ وسیع ہو جائے۔ ہمیں جن گوناگون چیلنجوں کا سامنا ہے اس کے پیش نظر ہمیں عالمی معیشت کی تعمیر نو، اپنے ماحول کے تحفظ اور پر تشدد انتہا پسندی کو شکست دینے اور ایک ایسے مستقبل کی تعمیر میں مدد کے لیے، جہاں ہر انسان اپنی زمہ داریاں پوری کر سکے اور اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے، دنیا بھر کے لوگوں کے علم اور تخلیقی صلاحیتوں کو ایک جگہ لانے کی ضرورت ہے۔

میں اپنی تقریر کے اختتام پر آپ سے کہوں گی کہ اس ننهی بچی کو ذہن میں لائیں جسے پیر کے روز پورٹ اور پرنس میں ایک ملبے سے نکالا گیا تھا۔ وہ زندہ ہے اور اپنے خاندان سے دوبارہ جاملی ہے اور اسے پروان چڑھنے کا موقع ملے گا اس لیے کہ ان نیٹ ورکس نے ملبے تلے دی اس آواز کو دنیا بھر میں پھیلایا تھا۔ کسی ملک، کسی گروپ اور کسی فرد کو جبر و استبداد کے ملبے تلے نہیں دے رہنا چاہیے۔ مم اس وقت خاموش تماشائی بن کر کھڑے ہیں رہ سکتے جب سرفیسر شپ کی دیواریں لوگوں کو ان کے انسانی کنبوں سے جدا کر رہی ہوں۔ اور ہم ان مسائل کے بارے میں صرف اس لیے چپ نہیں سادھ سکتے کہ ہم چیخیں سن نہیں سکتے۔

اس لیے آئیے ہم ایک بار پھر خود کو اس نصب العین سے وابستہ کریں۔ آئیے ہم ان ٹکنالوجیز کو دنیا بھر میں حقیقی ترقی کے لیے ایک قوت بنا دیں۔ اور آئیے ہم اپنے دور کے لیے اور اپنے نوجوانوں کے لیے، جو ان تمام موقع کے مستحق ہیں جو ہم انہیں دے سکتے ہیں، ان آزادیوں کے حصول کے لیے مل کر قدم بڑھائیں۔

بہت بہت شکریہ (تالیباں)